درمیاں عارفاں ای سر پہناں یافتم
هر که رامن جستم بودم عینی خود را یافتم
چونکه دریا عینی آب است قطره اوعینی آب
قطره دعوای میکند هم عین دریا یافتم
کوز مادر زاد هرگز نه بیند آفتاب
صد هزاراں شکر واجب چشم بینا یافتم
چونکه فیض حق تعالی نفی کردم غیر را
آں همائی لایزل در عینی صحرا یافتم
سالها باشد همی جستم حبیب خویش را
ایں زمانه ازهرچه بینم عینی خود را یافتم
چوں وجود کس نه باشد بالحقیقت جز خدا
آں وجود عینی مطلق عینی خود را یافتم
صد هزاراں بادشاهاں می روند دربارگاه
آں خزانه گنج مخفی آشکارا یافتم

آشکارا یافتم آں سر پنہاں در جہاں
گاہ احمد گاہ آدم گاہ حوا یافتم

گاہ او معشوق آمد گاہ عاشق آمدہ است
زیں معنی گاہ مجنوں گاہ لیلے یافتم

راست گفتم نیست شکیدر دو عالم هیچ کس
اے جواں الاھماں دلبر کہ پیدا یافتم

انیکہ "راجا" ناگہاں سلطان خواباں رخ نمود
صد ہزاراں سجدہ کردم حسن بالا یافتم

....

صاحبِ نظر

عارفین کے درمیان راز پوشیدہ کو جاننے والا ہوں اگر کوئی محض ہوس نفس کو بلندی سمجھ رہا ہے اس کی بلندی کو صاحب نظر خوب جانتا ہے.

کیونکہ کہ وہ صاحب نظر بحر بیکراں بھی ہے اور آب بھی اور قطرہ آب بھی اور قطرہ کا یہ دعویٰ رہا ہے کہ میں خود دریا میں فنا ہو کر عین دریا بن جاتا ہوں اس لئے میں دریائے عرفان کے اسرار کو جاننے والا ہوں محض پیدائش انسان کے حوالے سے کوئی بھی انسان معرفت کے آفتاب کو نہیں دیکھ سکتا لیکن ایک لاکھ بار شکر ہے کہ میں نگاہ معرفت رکھتا ہوں یعنی چشم بینا یعنی ایسی آنکھ جس کے سامنے سے پردے اٹھ جاتے ہیں اور وہ حقیقی موجودات اور لطیف طاقتوں کا مظاہرہ دیکھنے کے قابل ہو جاتی ہے. جسے صاحب عارف کی نظر بھی کہتے ہیں اسی لئے فیض حق تعالی اپنے غیر کی نفی کرتا ہے جسے فیض حق تعالی ہو جاتا ہے وہ اسکے غیر کی نفی کرتا ہے اور ھماء لازوال کو صحرا معرفت میں، میں

دیکھ سکتا ہوں.....

کئی سال اس جستجو میں گزر جاتے ہیں کہ محبوب کی بلندی کو کس طرح آشکار کروں لیکن یہ زمانہ ہر ایک کو دیکھ رہا ہے میں صاحب نظر از خود اپنے محبوب کی بلندی و معرفت سے باخبر ہوں یہ حقیقت ہے کہ خدا کے سوا کسی وجود کی کوئی حقیقت نہیں ہے اسی لئے صاحب نظر کا وجود جب تک وجود مطلق میں یعنی وجود حقیقی میں فنا نہیں ہو جاتا یا یوں کہا جائے کہ صرف صاحب نظر ہی مطلق نظر کو آشکار کر سکتا ہے دراصل اس کلام میں قلندرِ کبریا نے وجود عینی اور وجود مطلق کی بحث کی ہے جس میں وجود عینی بقا در عینی اس لئے ہے کہ وہ فنا در بقا ہے اس اس کی نگاہوں میں عارفانہ اسرار و رموز ہیں اور کوئی حقیقت اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے کیوں محض انسان کی آنکھ حقیقت مطلقہ کا دیدار نہیں کر سکتی صرف وہ صاحب عارف صاحب نظر ہی دیدار کر سکتا ہے جس کے سامنے سارے حجابات اُٹھ گئے ہیں....

ایک لاکھ بادشاہ اس بارگاہ میں طلب حقیقی کے لئے جمع ہیں لیکن

معرفت کا پوشیدہ خزانہ میں جانتا ہوں کہ کیا ہے کیونکہ مجھے اس جہاں کی تمام پوشیدہ چیزیں اور راز آشکار ہو چکے ہیں آنحضرت صلی اللہ علی وسلم سے لے کر حضرت آدمؑ، حضرت حوا تک کے مقامات کی معرفت رکھتا ہوں یعنی معشوق اپنے عاشق کی جگہ کی معرفت رکھتا ہے. جس رح مجنوں جائے لیلی کو جانتا تھا میں بھی اسی طرح جائے مقام معشوق کو جانتا ہوں میں بالکل صحیح کہہ رہا ہوں اور مجھے کوئی شک نہیں ہے اس دو عالم میں اے صاحب ایمان جوان اے مرد مولائی میں اپنے محبوب کو جانتا ہوں، راجا کیوں اپنے خواب میں سلطان کو دیکھے اور اس کی طرف رخ کیوں کرے. میں ایک لاکھ سجدے کر کے حسن اعلیٰ کو جانتا ہوں.

....